رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ:۔ مہر محمد خان

فہرست مضامین

ہر سوموار اور جمعرات کو شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ پیشگی [illegible]

نمبر ۶۹ | مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء | دوشنبہ | مطابق ۳۔ رجب سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بروز جمعہ (۱۱ مارچ) اسوقت تشریف لائے۔ جبکہ احباب نماز جمعہ کے لئے مسجد میں جمع ہوچکے تھے۔ حضور آتے ہی مسجد اقصیٰ میں تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا۔

۱۱ مارچ بعد نماز صبح مسجد مبارک میں مکرم میر محمد اسحٰق صاحب نے وفات مسیح پر لیکچر دیا۔

قادیان کے مضافات میں تبلیغ کا باقاعدہ انتظام ہو رہا ہے۔ ضلع کے گاؤں کی فہرست بناکر علیحدہ علیحدہ آدمی مقرر کر دیئے گئے ہیں جو ہر گاؤں میں جاکر تبلیغ کریں۔

مکرم خانصاحب منشی فرزند علی صاحب جو رخصت لیکر دارالامان آئے اور دینی کاموں میں حصہ لے رہے تھے محکمہ کی طرف سے ضروری تار پر واپس فیروزپور چلے گئے ہیں۔

نظم
تہنیت نامہ

یہ نظم حضور سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی کے ولیمہ میں ۱۳ تاریخ دعوت کے دن پڑھی گئی

بادل سرور و عیش کے اُمڈ اُمڈ کر آئے ہیں
خوشی کے ٹھنڈے پانی کی وہ مشکیں بھر کر لائے ہیں

مسرتوں کی بوندیاں برسینگی اب چمن چمن
ہو جائینگے حقیقۃً ابھی یہ سب چمن چمن

بادل کا سینہ کھل گیا۔ جھالے برسنے لگ گئے
پنجاب رحمت بول اُٹھا ” فضلاں دے نالے وگ گئے“

سبزے نے فرش مخملی دل کھول کر بچھا دیا
پھر جا بجا گلاب کا اک عطر دان رکھا دیا

کلیاں وفور جوش سے چٹکتی ہیں مہکتی ہیں
پپیہے شور کرتے ہیں تو بلبلیں چہکتی ہیں

بشاش ہیں سب اہل دل سرور ہے خمار ہے
تقریب ہے ولیمہ کی جو سنت ابرار ہے

اس شاہ کا ولیمہ ہے جو دین حق کا شاہ ہے
جس کے مرید ہادی ہیں جس کا عدو گمراہ ہے

جو حسن اور احسان میں مسیح کی نظیر ہے
فقیر ہے امیر ہے۔ نذیر ہے بشیر ہے

فرزند ہے دلبند ہے گرامی ارجمند ہے
وہ مظہر حق و علا۔ اللہ کو پسند ہے

وہ راز دان حمد ہے محمود خاص و عام بھی
یہ نام ہے اور کام بھی مقام بھی انجام بھی

خود فضل ہیں یفضل عمر اور مظہر قدیر ہیں
معین ہیں نصیر ہیں۔ علمی کے دستگیر ہیں

محفوظ الحق علمی (مولوی فاضل)

حضرت خلیفۃ المسیح کا سفر مالیر کوٹلہ

حضرت خلیفۃ المسیح کے لاہور سے مالیر کوٹلہ جاتے ہوئے سٹیشن امرتسر پر بعض احباب نے ملاقات کی۔ لدھیانہ کی جماعت سٹیشن پر موجود تھی۔ اور اسی نے شام کی دعوت کا انتظام کیا۔ کھانا ویٹنگ روم میں کھلایا گیا جو پُر تکلف تھا۔ مالیر کوٹلہ کے سٹیشن پر جناب نواب محمد علی خان صاحب اور ان کے صاحبزادے اور مولانا ثاقب مع صاحبزادگان اور منصب علی خان صاحب اور دیگر احباب جماعت موجود تھے۔ حضور بذریعہ موٹر شیروانی کوٹ پہنچے۔

۹ مارچ ۱۹۲۱ء کو سکرٹری انجمن احمدیہ مالیر کوٹلہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے لیکچر کا اعلان ہوا۔ جلسہ گاہ جناب نواب محمد علی خان صاحب کا شہر والا مکان تجویز ہوا تھا۔ تین آدمیوں کا ایک وفد افغانان مالیر کوٹلہ کے پاس بھیجا گیا کہ وہ لیکچر میں شامل ہوں۔ مخالف مولوی صاحبان کی طرف سے پوری کوشش کی گئی۔ کہ کوئی شخص جلسہ وعظ میں شامل نہ ہو۔ خانہ بخانہ کوچہ بکوچہ اور مسجد بمسجد مولوی صاحبان کے کارندے گئے۔ کہ اس وعظ میں مت آئیں۔ تاہم مجمع ہماری توقعات سے زیادہ ہو گیا تھا۔ کیونکہ مالیر کوٹلہ مختلف وجوہات سے ایک مُردہ شہر ہے اور وہاں کی پبلک نہایت ہی ادنیٰ حالت میں ہے۔ پٹیالہ۔ نابھہ۔ سنگرور۔ لدھیانہ اور اردگرد کے اور مقامات کے احمدی ڈیڑھ سو کی تعداد میں آ گئے تھے۔ مالیر کوٹلہ کے لوگوں میں جو جلسہ میں تھے انہیں معلوم ہوا ہے کہ ہندو زیادہ تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے مغرب کے ساتھ عشاء کی نماز بھی مسجد احمدیہ میں ہی پڑھائی۔ اور اس کے بعد جلسہ شروع ہوا جلسہ کی کارروائی کو باقاعدہ بنانے کے لئے جناب نواب محمد علی خان صاحب نے خان محمد احسان علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کو صدر تجویز کیا۔ جس کی تائید مولانا محمد نواب خان صاحب ثاقب نے کی۔ صدر جلسہ نے کہا کہ:۔

صاحبان! جیسا کہ مشتہر ہو چکا ہے۔ اسوقت حضرت بانی مرزا صاحب سرگروہ جماعت احمدیہ آپ کے سامنے تقریر فرمائینگے۔ جس کا موضوع صداقت اسلام ہو گا پہلے تلاوت کلام پاک ہو گی۔ پھر ایک نظم پڑھی جائیگی پھر تقریر ہو گی۔ جن صاحبان کو اس کے متعلق کچھ پوچھنا ہو۔ وہ صبح شیروانی کوٹ جا کر دریافت کر سکتے ہیں۔

جناب صدر کے بیٹھنے کے بعد جناب مولانا حافظ روشن علی صاحب نے سورہ بنی اسرائیل کا ابتدائی حصہ تلاوت فرمایا۔ اور کہا کہ جناب پریذیڈنٹ صاحب نے فرمایا ہے کہ جن صاحبوں نے کچھ پوچھنا ہو وہ صبح شیروانی کوٹ تشریف لا کر پوچھ لیں۔ لیکن ممکن ہے بہت سے لوگ دوری کے عذر سے وہاں نہ جا سکیں۔ اسلئے میں حضرت صاحب کی اجازت سے جناب صدر صاحب کے بیان پر اتنا اور اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جو صاحب وہاں جائیں وہ وہاں ملاقات کریں۔ لیکن جو صاحب وہاں نہ جا سکیں ان کی آسانی کے لئے حضرت نے ڈیڑھ گھنٹے کا وقت اور اس طرح عطا فرمایا ہے کہ حضور ایک بجے یہاں تشریف لے آئینگے۔ اور ڈھائی بجے تک یہاں ملاقات کرینگے۔

اسکے بعد بابا فضل کریم صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نظم

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا

پڑھی۔ اور پونے آٹھ بجے حضرت اقدس کی تقریر شروع ہوئی۔ سورہ نور کا پانچواں رکوع از ابتداء تا انتہا تلاوت فرمایا اور بتایا کہ کس طرح تمام مذاہب میں اختلاف ہے۔ خدا کے وجود سے لیکر دیگر تمام امور ایمانیہ اور اعمالیہ میں کتنا فرق ہے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ ہر ایک مذہب والا اپنے مذہب کو سچا اور دوسروں کو جھوٹا کہتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ لوگوں نے مذہب پر غور نہیں کیا۔ ہر ایک شخص اسلئے کسی مذہب کا پیرو ہے۔ کہ وہ ماں باپ سے سنتا آیا ہے۔ کہ وہ ہندو یا مسلمان ہے۔ اور اسی پر لڑتے پھرتے ہیں مگر اپنے مذہب کو نہیں جانتے۔

پھر فرمایا۔ اسلام بھی سچا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا ثبوت دیتا ہے۔ اس میں حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامے بیان کئے۔ اور اسی ضمن میں مسٹر گاندھی اور آنحضرت صلعم کا مقابلہ کیا۔ پھر مسلمانوں کی موجودہ حالت کا نقشہ کھینچا۔ پھر سوال کیا کہ کیا قرآن کے اصول کے مطابق مسلمان سچے ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور اس مقام پر آپ نے حضرت اقدس کی صداقت کو پیش کیا اور کہا کہ قرآن کے بتائے ہوئے اصول سے مسلمانوں کے لئے دو ہی راہیں ہیں۔ یا تو آپ کو مانیں اور قرآن کو سچا ثابت کریں ورنہ حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر صداقت اسلام کا کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں۔ تقریر کا آخری حصہ پُر درد پُر جوش تھا۔ دو گھنٹے تک یہ تقریر ہوئی۔ آخر میں حضور نے دعا فرمائی اور جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرے دن جب حضور ایک بجے کے بعد تشریف لائے تو دو صاحب آئے۔ ایک صاحب کے اس سوال کے جواب میں کہ ابن مریم کا کیا مطلب ہے۔ حضور نے مختصر تقریر فرمائی جو پھر درج ہو گی۔ وہاں سے حضور سٹیشن پر پہنچے۔ آج جس گاڑی میں حضور نے لدھیانہ آنا تھا وہ گھنٹہ سوا گھنٹہ لیٹ ہو گئی۔ عاجز (مہر محمد خان) کے والد فضل محمد خان صاحب جاگیردار اور عاجز کے نانا جناب خان صاحب قادربخش خان صاحب (جناب مولانا ثاقب صاحب کے والد ماجد) نے سٹیشن پر ملاقات کی۔ سٹیشن پر حضرت نواب محمد علی خانصاحب اور ان کے صاحبزادے اور دیگر احمدی احباب بھی حاضر تھے۔ لدھیانہ کی جماعت نے استقبال کیا۔ شب کی دعوت جناب ماسٹر قادربخش صاحب کے ہاں تھی۔ وہاں چار مستورات نے بیعت بھی کی۔ قیام حضور کا سرائے میں جو متصل سٹیشن ہے رہا۔ صبح پانچ بجے لدھیانہ سے ڈاک میں سوار ہو کر امرتسر پہنچے۔ دو گھنٹہ تک سٹیشن پر قیام رہا۔ جماعت کے احباب نے بعد میں حاضر ہو کر ملاقات کی اور بارہ بجے بٹالہ سے سوار ہو کر سب سے پہلے حضور کا تانگہ قادیان میں پہونچا۔ اور حضور نے خطبہ جمعہ پڑھکر نماز پڑھائی۔ فالحمد للہ

سیدوالہ میں احمدیہ جلسہ

ہمارا جلسہ سالانہ مورخہ ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ مارچ کو منعقد ہو گا۔ احباب احمدیہ تحصیل جڑانوالہ و تحصیل اکاہڑہ کے خصوصاً اور باقی صاحبان عموماً جلسہ ہذا میں تشریف لا کر جلسہ کو بارونق بنانے کی کوشش فرما دیں۔

الراقم نیازمند نور محمد سکرٹری انجمن احمدیہ سیدوالہ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء

ضرورتِ مذہب
پر
حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

۵ مارچ کی صبح کو لاہور میں جن طلباء کالج نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے ملاقات کی۔ ان کی طرف سے یہ سوال پیش کیا گیا۔ کہ مذہب کی کوئی ضرورت نہیں۔ نہ اس سے کوئی فائدہ ہے۔ ہاں لوگ اگر اسکو بعض ظاہری فوائد حاصل کرنے کے لئے اختیار کریں تو برا نہیں۔

اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ضرورت دو طرح کی ہوتی ہے (۱) ایک چیز میں ذاتی فوائد انسان کے لئے ہوتے ہیں۔ وہ خیال کرتا ہے۔ کہ مجھے اس کے قبول کرنے میں کچھ فائدہ ہوگا (۲) اپنے نفع کا خیال نہیں ہوتا محض اس چیز کی ذاتی خوبی ہوتی ہے۔ جیسے ماں باپ کا تعلق۔ جوان ہو کر انسان ان کی خدمت کسی فائدہ کے خیال سے نہیں کرتا۔ جو کچھ اُسے لینا ہوتا ہے وہ تو پہلے ہی لے چکتا ہے۔ اسوقت ان کی خدمت کسی فائدہ کے لئے نہیں کی جاتی۔ بلکہ محض ان کے ماں باپ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور بعض باتوں میں اخلاق کا خیال ہوتا ہے۔

اب ہم مذہب کے متعلق دیکھتے ہیں کہ اول اس سے ہمیں کیا فائدہ ہے۔ دوم یہ کہ ہمارے لئے اس میں کوئی ذاتی کشش ہے؟ جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ تو مذہب میں یہ دونوں باتیں پاتے ہیں۔ یعنی ایک تو اس میں ہمارے لئے موجودہ اور آیندہ کے فوائد ہیں۔ اور دوسرے اس میں ذاتی دلکشی اور خوبیاں بھی ہیں۔ جن کی وجہ سے مذہب سے محبت ہونی چاہیئے۔

مذہب سے لاپروائی کی وجہ

میرے نزدیک مذہب سے لاپرواہی کی وجہ یہ ہے کہ مذہب پر غور کرتے ہوئے محدود نظر سے کام لیا جاتا ہے۔ لوگ ایسے کام تو کرتے ہیں۔ جو بظاہر ان کے لئے مال حاصل ہونے کا ذریعہ نظر آتے ہیں۔ لیکن مذہب میں چونکہ یہ بات نظر نہیں آتی۔ اسلئے گو اس کو مانتے ہیں۔ مگر محض اسلئے کہ وہ ماں باپ سے سنتے ہیں پھر ایسا بھی ہوتا ہے، کہ مذہب کے لئے بہت دفعہ ان کو مال قربان کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے اس زمانہ میں کہ لوگوں کی طبیعتیں مادیت کی طرف مائل ہیں مذہب سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مذہب میں فائدہ نہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ مذہب کو استعمال ہی نہیں کیا جاتا۔ یا اگر استعمال کیا ہے تو غلط طریق سے۔ پس جب مذہب کو استعمال ہی نہ کریں۔ اور اپنی ناواقفیت اور نادانی سے اسے چھوڑ بیٹھیں۔ تو اس کا فائدہ کیا ہو۔ عقلمندی یہ ہے کہ جس چیز کا فائدہ ثابت ہو اُسے ضرور استعمال کرنا چاہیئے۔ دیکھو بہت سی اشیاء تھیں۔ جن کا استعمال کرنا لوگوں نے چھوڑ دیا تھا۔ مگر جب سائنس نے ان کا فائدہ ثابت کر دیا تو ان کو قبول کر لیا گیا۔ چنانچہ ہم طب میں ہی دیکھتے ہیں کہ اسبغول کو یونانی اطباء مدتوں سے استعمال کرتے تھے۔ اور پیچش میں مفید بتاتے تھے۔ مگر ڈاکٹروں نے اس کے ان فوائد کا انکار کر دیا۔ لیکن جب ان کو فوائد معلوم ہوئے۔ تو انھوں نے دوبارہ استعمال شروع کر دیا۔

جو لوگ مذہب پر عمل کرتے ہیں۔ مگر ان کے عمل کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔ ان کا طریق عمل غلط ہوتا ہے۔ تاہم وہ اگر چھوڑتے ہیں۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ اپنی طرف سے کوشش کرنے کے بعد انھوں نے چھوڑا ہے۔ لیکن جو لوگ مذہب کو غلط جان کر اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ وہ قابل عزت نہیں ہو سکتے۔ اور اگر دیکھا جائے۔ تو ایسے ہی لوگ بکثرت اہل مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔

طریق استعمال کو دیکھنا چاہیئے

پس کسی چیز کے متعلق یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس کا طریق استعمال تو غلط نہیں۔ اگر صحیح طریق کے باوجود نتیجہ برا نکلے تو وہ چیز خراب ہے۔ اور اگر غلط طریق استعمال سے برا نتیجہ ہو تو وہ چیز بری نہیں ہوگی۔ دیکھو کونین موسمی بخار میں مفید ہے لیکن اگر محرقہ بخار میں دیکر اس کی خوبی کا کوئی انکار کرے تو وہ غلطی کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بہت سی چیزوں کو ردی سمجھ کر ضایع کیا جاتا تھا۔ مگر یورپ نے ان سے فوائد اُٹھائے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں بانس کے جنگل ہوتے ہیں۔ جو کہ ضایع ہی جاتے تھے۔ لیکن یورپ نے بانس سے کاغذ بنایا اور عمدہ طریق سے استعمال کر کے فائدہ اُٹھایا۔

کارخانہ عالم کا انتظام منتظم کو چاہتا ہے

اب ہم انسان کی بناوٹ پر غور کرتے ہیں۔ کہ کیسا اچھا ہے۔ جیسا سمندر میں حباب اور حباب میں مختلف رنگ جو فوراً مٹ جاتے ہیں۔ پھر اس کے علاوہ اور عالم میں دیگر ستاروں کے متعلق تو یقینی تحقیق نہیں مگر Mars (مریخ) کے متعلق خیال ہے کہ اسمیں آبادی ہے۔ انسان کے متعلق جب ہم خیال کرتے ہیں تو اس کی پیدائش لغو معلوم نہیں ہوتی اور پھر اسکے لئے جو سامان ہیں وہ کیسے اکمل اور ابلغ ہیں۔ ابھی کچھ عرصہ ہوا۔ دمدار ستارے کے متعلق ایک امریکن ہیئت دان نے شایع کیا تھا کہ وہ زمین سے ٹکرائیگا۔ اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی۔ اس خیال سے بہت سے لوگوں نے یورپین ملکوں میں خودکشیاں کر لی تھیں۔ بعض نے کہا کہ ٹکرائیگا نہیں مگر ایسی گیسیز پیدا ہونگی۔ جن سے دم گھٹ جائینگے۔ لیکن وہ دن آیا۔ اور گذر گیا۔ معلوم ہوا۔ وہ ایسے خفیف ذرے تھے۔ کہ زمین پر ان کا کچھ اثر نہ تھا۔ دیگر ستاروں کے متعلق بھی مانا جاتا ہے۔ کہ جب وہ زمین کے برابر آتے ہیں۔ تو فوراً اپنا رستہ بدل لیتے ہیں۔ پس یہ تغیرات بتاتے ہیں کہ اتفاقی نہیں۔ بلکہ کوئی ہستی ہے۔ جو اپنے ارادے کے ماتحت تغیرات کرتی ہے۔ فرض کرو۔ کوئی اینٹ گری پڑی ہو۔ اس کے متعلق خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ اتفاقاً گر گئی ہے۔ ہوا نے گرا دی۔ مگر عمارت کے متعلق یہ نہیں کہا جائیگا کہ اتفاقاً تیار ہو گئی ہے۔ یا اگر کہیں سیاہی گر جائے۔ تو ممکن ہے کہ اس سے آنکھ کی سی شکل بنجائے۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ آنکھ بنے۔ ناک چہرہ اور انسان کی مکمل تصویر سیاہی گرنے سے ہی بنے اور پھر انسان کے غم یا خوشی کی علامات بھی اس سے ظاہر ہوں۔ اگر انسان کی ایسی تصویر ہوگی۔ تو اس سے پتہ لگیگا کہ کسی ہوشیار مصور کی کاریگری ہے۔

اب دیکھو آنکھ پیدا کی گئی ہے تو اس کے لئے لاکھوں کوس فاصلہ پر سورج بنایا گیا ہے۔ اسی طرح معدہ بنایا گیا ہے تو وہ چیزیں بھی بنائی گئی ہیں۔ جن سے وہ پُر ہوتا ہے۔ ان انتظامات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مدبر باارادہ ہستی کے ماتحت یہ کارخانہ اپنا کام کر رہا ہے۔ اور یہ اتفاق نہیں

ہے۔ پس دُنیا کی تدوین بتاتی ہے کہ اس کا پیدا کرنیوالا کوئی ہے۔ اور پیدا کرنے میں اس کی کوئی غرض ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اس نے پیدا کر کے یونہی چھوڑ دیا۔ اتفاق کے معنی ہوتے ہیں جس کام میں سلسلہ نہ ہو۔ لیکن جس میں سلسلہ ہو وہ اتفاق نہیں کہلاتا ۔

مذہب کی ضرورت کا احساس کسطرح ہو سکتا ہے

غرض انسان کی پیدائش کی غرض ہے۔ اور مذہب انسان کے فائدے کے لیے ہے مگر بہت سے فوائد محسوس نہیں ہوتے۔ مثلاً جب ریل نہ تھی تو ہمیں اسکی ضرورت بھی محسوس نہ ہوتی تھی۔ لیکن آج جب ریل ہو گئی ہے تو جس گورنمنٹ میں نہ ہو۔ اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ ضرورت کی چیز اسمیں نہیں ہے یا ڈاک کا جب ایسا انتظام نہ تھا تو اس کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوتی تھی مگر جب ہوا تو جہاں نہ ہو وہاں اعتراض ہوتا ہے۔ اسی طرح جب تک خدا نہیں ملتا۔ اسوقت تک اسکی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن جب مل جائے۔ تو پھر انکار نہیں ہو سکتا اور انسان اس کے بغیر اپنی زندگی کو اچھی طرح نہیں گذار سکتا پس مذہب کی ضرورت کا سوال خدا کی ہستی سے وابستہ ہے اگر خدا ہے تو مذہب کی بھی ضرورت ہے ۔

خدا کی ہستی کا ثبوت

اب سوال ہوتا ہے کہ خدا کا کیا ثبوت ہے اور اگر ہے تو اس کا ہم پر کیا اثر پڑتا ہے یہ تو یہ بات مسلّمہ ہے کہ ہر چیز کا اثر لازمی ہے۔ اور خدا کا بھی اثر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ایک امریکن سائنس دان نے لکھا تھا اگر خدا ہے۔ تو اسکو ماں باپ سے زیادہ مہربان ہونے کے باعث ہم پر ماں باپ سے زیادہ مہربانی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ وہ ہم سے ملے۔ یہ اس کا صحیح فطرتی مطالبہ تھا۔ پس اگر خدا ہے اور اس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ تو ہمیں اس کا ثبوت بھی ملنا چاہیئے ورنہ اگر اس کا ہم سے تعلق نہیں تو اسکی عبادت بے معنی بات ہو گی لیکن یہ واقعہ ہے۔ اور جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ خدا ہے اور ایسا ہے۔ جو اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو انعام دیتا اور جو اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ان کو سزا دیتا ہے۔ وہ اپنی قدرت کا اظہار کرتا ہے۔ گونگا نہیں۔ وہ اپنے بندوں کو اپنی رضا کی راہیں بتاتا ہے۔

جس قدر مذاہب ہیں وہ بتلاتے ہیں کہ ان کے بانیوں سے خدا نے مکالمہ کیا۔ سکھ اپنے گوروؤں کو پیش کرتے ہیں اور دیگر مذاہب والے اپنے بزرگوں کو۔ مگر سب اپنے گذشتہ بزرگوں کو پیش کرتے ہیں۔ مسلمان بھی مانتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے خدا نے کلام کیا۔ اور مسلمان مانتے رہے کہ خدا اپنے پیاروں سے باتیں کرتا ہے مگر تھوڑے عرصہ سے ان میں یہ غلطی آگئی ہے کہ انھوں نے سمجھ لیا۔ خدا نے اب بولنا چھوڑ دیا ہے ۔

اسلام کی فضیلت دیگر مذاہب پر

سب مذاہب کے پیرؤوں کا اپنے مذہب کی ابتداء میں ماننا کہ خدا کلام کرتا تھا۔ اور اب اس سے انکار کرنا بتاتا ہے۔ کہ وہ مذاہب اپنی اصلی حالت پر نہیں ہے۔ لیکن اسلام اب بھی وہ بات پیش کرتا ہے جو مذہب کا مغز اور تمام مذاہب کا طغرائے امتیاز رہا ہے یعنے مکالمہ الٰہیہ۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ذریعہ خدا نے اپنا کلام دُنیا میں پیش کیا۔ اور آپ کے بعد بھی یہ سلسلہ بند نہیں ہوا۔ بلکہ خدا کے فضل سے جاری ہے ۔

مکالمہ الٰہیہ کی ایک مثال

میں اپنا واقعہ پیش کرتا ہوں ابھی تھوڑا عرصہ ہوا۔ ایک ڈاکٹر مطلوب خان جو کالج سے عراق میں بھیجے گئے تھے ان کے متعلق ان کے ساتھیوں کی طرف سے اور سرکاری طور پر خبر آئی۔ کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ ان کے والد اس خبر سے تھوڑا عرصہ پہلے قادیان آئے تھے۔ جو بہت بڈھے تھے۔ مجھے خیال تھا۔ کہ مطلوب خان اپنے باپ کا اکیلا بیٹا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا۔ وہ سات بھائی ہیں۔ ماں باپ کا ایک بیٹا ہونے کے خیال سے اور اسکے باپ کے بوڑھا ہونے پر مجھے قلق ہوا۔ اِدھر ہمارے میڈیکل سکول کے لڑکوں کو جب اسکی موت کا حال معلوم ہوا۔ تو انہوں نے کہا وہ ملٹری خدمت کرنے سے انکار کر دیں گے۔ مجھے لڑکوں میں بے ہمتی پیدا ہونے کے خیال سے بھی قلق ہوا اس پر میں نے دُعا کی اور مجھے رؤیا میں بتایا گیا کہ گھبراؤ نہیں وہ زندہ ہے۔ میں نے صبح کے وقت اپنے بھائی کو یہ بتایا۔ اور انھوں نے اس کے رشتہ دار کو بتایا اور یہ خبر عام ہو گئی۔ اس سے کچھ دنوں کے بعد خبر آئی کہ وہ زندہ ہے دشمن کے قبضہ میں آگیا تھا۔ غلطی سے مُردہ سمجھ لیا گیا۔

کیا انسانی دماغ اس خبر کو وضع کر سکتا تھا۔ اگر دماغی اثرات کے ماتحت اس خبر کو رکھا جائے۔ تو ایسا ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ دماغ خیالات کے اُلٹ نہیں دکھایا کرتا۔ حالات اور خیالات کے خلاف جبکہ امر کا رؤیا میں معلوم ہونا اور پھر اس کا پورا ہو جانا یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ جن بندوں کا خدا سے تعلق ہوتا ہے انکو خدا خود باتیں بتاتا ہے اور غم و فکر سے انہیں نجات دیتا ہے میرے دل کو جو اس خبر سے صدمہ ہوا تھا وہ کیسے خدا نے اس طرح دُور کر دیا۔ اور ہماری جماعت میں سینکڑوں ایسے آدمی ہیں جن سے خدا باتیں کرتا ہے اور انکو عزت دیتا اور ان کے مخالفوں کو ذلت پہنچاتا ہے اور پہلے مدد کا وعدہ کر کے پھر ایفاء کرتا ہے ایسے لوگوں کی اگر ساری دُنیا بھی مخالف ہو جائے تو ناکام رہتی ہے اور وہ کامیاب ہوتے ہیں ۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں خدا کی ہستی کا ثبوت ہے

حضرت مسیح موعودؑ نے جب دعویٰ کیا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ تو اپنے بیگانے سب آپکے مخالف ہو گئے اسی لاہور میں آپ پر پتھر پھینکے گئے۔ امرتسر میں ایک موقعہ پر عوام نے کثرت سے پتھر مارے۔ پھر پادریوں نے آپ پر اقدام قتل کے مقدمے کرائے اور سب نے ملکر آپکے خلاف زور لگایا۔ لیکن خدا نے آپ کو ان فتنوں کے متعلق قبل از وقت اطلاع دے دی تھی کہ یہ سب فتنے دُور ہو جائینگے۔ اور کوئی نقصان نہ پہنچا سکینگے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے اسی طرح ہوا۔ دُنیا آپ کی جماعت کو مٹانا چاہتی تھی۔ مگر کچھ نہ کر سکی۔ اور آپ کی جماعت دن بدن بڑھتی گئی۔ آپ نے کہا کہ میں ایک معمولی آدمی ہوں کوئی دُنیاوی عزت و وجاہت نہیں رکھتا۔ طاقت و شوکت نہیں رکھتا۔ لیکن خدا نے مجھے بتایا ہے کہ مجھے عزت ملیگی اور تمام دنیا میں میرے ماننے والے پھیل جائینگے۔ اب دیکھو یہ بات کس طرح پوری ہو رہی ہے۔

اسی طرح آپکو خبر ملی۔ طاعون آئیگی اور ملک میں پھیلیگی اور قادیان میں بھی آئیگی مگر میرا مکان محفوظ رہیگا چنانچہ اس مکان کے ارد گرد طاعون پڑی مگر اس مکان کو ہمیشہ خدا نے محفوظ رکھا۔ یہ تو اس دنیا کے فوائد ہیں جو مذہب کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں اور آخرۃ کے فوائد بے شمار اور اندازہ سے باہر ہیں اور اس دنیا کے بعد اسی طرح حاصل ہوتے ہیں جیسے آپ لوگ اسلئے پڑھتے ہیں کہ آئندہ فائدہ اٹھائیں یہ نہیں کہ آپکا اب پڑھنا وقت کا ضائع کرنا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ مذہب کی ضرورت ہے۔ اور اگر صحیح طریق سے جو اسلام بتاتا ہے اس پر عمل کیا جائے تو خدا ملجاتا ہے اور اس دنیا میں بھی جو خدا سے تعلق رکھتا ہے وہ فائدہ اٹھاتا ہے آئندہ بھی انکو انعام ملینگے ۔

دوسری بات کسی چیز کے متعلق اس کی ذاتی خوبیاں ہیں جن کا ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ اسلام میں ذاتی خوبیاں بھی اتنی اور ایسی ہیں۔ جو اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔ اس وقت مسلمان کہلانے والوں کے اعمال کے جو برُے نتائج نکل رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے اسلام پر الزام نہیں آسکتا۔ کیونکہ اسلام کے بتائے ہوئے طریق کے خلاف چلنے سے ایسا ہو رہا ہے۔

اس کے بعد حسب ذیل سوالات ہوئے۔

اول یہ کہ دیگر مذاہب میں بھی بعض ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ پھر اسلام کی یہ خصوصیت نہ رہی۔

دوم حضرت مرزا صاحب کے سلسلہ کا پھیلنا ان کی صداقت کا ثبوت نہیں۔ کیونکہ روس میں لینن کو بھی بڑی کامیابی ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اور دوسرے لوگوں کی پیشگوئیوں میں فرق

حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے فرمایا۔ پہلے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ اگرچہ بعض مذاہب کے لوگ پیشگوئی کے منکر ہیں۔ مگر کبھی کبھی لوگ پیشگوئیاں شائع کرتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں کہتے۔ کہ یہ ہمارے مذہب کی تعلیم اور خصوصیت ہے بلکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارا علم یہ کہتا ہے۔ تمام منجم یہی کہتے ہیں۔ کہ ہم اپنے علم کی بنا پر پیشگوئی کرتے ہیں۔ خدا کی طرف سے نہیں کہتے۔ یورپ کے جو لوگ اس علم کے ماہر ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کسی مذہب کا قائمقام نہیں بتاتے۔ بلکہ پیشگوئی کرنے کو نتیجہ علم بتاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ جو اس طرح مشق کرے گا اور اس علم کو جان لے گا۔ وہ خواہ کوئی بھی ہو اور کسی بھی مذہب کا ہو پیشگوئی کر سکیگا۔

پھر ایسے لوگ جو پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ اور جو پوری ہو جاتی ہیں۔ وہ ایسی ہوتی ہیں۔ جن کے حالات پیدا شدہ ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک طالب علم روز پڑھتا ہے۔ بہت ہی ہشیار ہے۔ اس کا واقف اگر کہتا ہے کہ یہ پاس ہو جائیگا۔ اور وہ پاس ہو بھی جائے۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں یہ قیاس ہے۔ اور قیاس بھی بعض اوقات درست ہوتا ہے۔ لیکن ایک ایسی بات جس کے حالات پیدا شدہ نہ ہوں۔ بلکہ مخالف ہوں۔ مثلاً ایک ایسا لڑکا جو اسکول نہ جاتا ہو۔ اس کے متعلق کہا جائے کہ پاس ہو گا۔ اور وہ پاس ہو جائے۔ تو یہ پیشگوئی ہوگی پھر ایک خبر کے دو یا تین یا چار پہلو ہوں۔ مگر اس کا ایک پہلو معین کر دیا جائے۔ اور وہی پورا ہو۔ تو یہ پیشگوئی ہوگی۔ اور بعض پیشگوئی میں سینکڑوں پہلو بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً سو آدمی دوڑیں۔ اور ایک کے متعلق کہا جائے۔ کہ وہ سب سے آگے نکلیگا۔ اور وہ نکل بھی جائے۔ تو یہ ایسی پیشگوئی پوری ہوگی۔ جس کے سو پہلو تھے۔ منجم جو پیشگوئی کرتے ہیں۔ اس کے پہلو نہیں ہوتے۔ اور وہ اپنے متعلق بھی نہیں بتا سکتے کہ اس خبر کے پورا ہونے کا ان پر کیا اثر ہوگا بسا اوقات وہ زلزلہ کی خبر دیتے ہیں۔ یا بیماری کی خبر دیتے ہیں۔ مگر خود بھی اسی کے ذریعہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن انبیاء کی پیشگوئی میں یہ بات نہیں ہوتی۔ وہ مخالف حالات میں ہوتی ہے۔ اور اس کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں۔ اور اس میں ایک شوکت پائی جاتی ہے۔ اور حاکمانہ اقتدار ہوتا ہے۔ مثال کے لئے حضرت مسیح موعود کی بنگال کے متعلق پیشگوئی دیکھئے تقسیم بنگال کے متعلق جب پارلیمنٹ فیصلہ کر چکی تھی کہ بحال رہیگی اور بنگالی مایوس ہو چکے تھے۔ تو اس وقت حضرت مسیح موعود نے خدا تعالےٰ سے علم پا کر خبر دی کہ "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی" اس خبر کو بنگالیوں نے اس قدر حیرت اور تعجب سے سنا۔ کہ ایک بنگالی اخبار نے لکھا گورنمنٹ تو بار بار کہہ رہی ہے۔ کہ جو حکم جاری کیا گیا ہے۔ وہ فیصل شدہ ہے۔ اور اس میں اب کسی قسم کی ترمیم نہیں ہو سکتی لیکن پنجاب سے ایک پاگل کی آواز آتی ہے۔ کہ اس کے متعلق بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی مگر باوجود ان فیصلوں کے خدا کا جو منشا تھا وہ پورا ہوا۔ اور بنگالیوں کی دلجوئی کیلئے اس حکم میں ترمیم کی گئی۔ پھر بعض دفعہ پیشگوئی میں کئی مرکب پہلو ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت مولوی نورالدین صاحب کا جب ایک لڑکا فوت ہوا۔ تو مخالفوں نے اس پر ہنسی اڑائی۔ اس وقت حضرت مسیح موعود نے خدا سے علم پا کر پیشگوئی کی۔ کہ مولوی صاحب کے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو قریباً اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچیگا۔ چنانچہ غلام کا لفظ اس کے لئے آیا تھا پھر وہ موٹا ہوگا۔ آنکھیں اس کی بڑی بڑی ہونگی۔ خوشرنگ ہوگا۔ اس کی ٹانگوں پر پھوڑوں کے نشان ہونگے۔ اس وقت مولوی صاحب کی عمر قریباً ساٹھ سال کی تھی۔ اس لئے ایک تو اس میں مولوی صاحب کی عمر کی پیشگوئی تھی۔ دوسرے بچے نہیں بچتے تھے اور کمزور ہوتے تھے۔ اسکے خلاف بتایا گیا کہ وہ زندہ رہیگا اور برخلاف دوسروں کے مضبوط ہوگا۔ چنانچہ وہ بچہ ہوا۔ اور جس قدر علامات بتائی گئی تھیں۔ وہ ساری اس میں پائی گئیں۔ پھر آپ نے زلزلہ کی پیشگوئی کی اور فرمایا کہ میری جماعت کی اس سے ترقی ہوگی۔ اس زلزلہ سے دھرم سالہ میں تباہی پڑی۔ وہاں ایک احمدی پر جھوٹا مقدمہ تھا۔ جو حضرت مسیح موعود کو دعا کیلئے لکھا کرتا تھا۔ اور آپ اس کے لئے دعا فرماتے تھے۔ جب زلزلہ آیا۔ تو مجسٹریٹ۔ وکیل۔ مدعی سب دبکر مر گئے۔ مگر احمدی کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ کیا یہ خدا کا تصرف نہیں؟

اور یہ کہنا کہ فلاں نے بھی چونکہ ترقی کی ہے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحبؑ کی ترقی ان کی صداقت کی علامت نہیں غلطی ہے۔ کیونکہ اگر کسی اور نے ترقی کی ہے تو اس کا قبل از ترقی دعویٰ نہ تھا۔ کہ مجھے کامیابی حاصل ہوگی اگر وہ کامیاب نہ ہوتا تو اس کی ذات پر کوئی اثر نہ پڑتا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کا تو قبل از وقت دعویٰ موجود ہے۔ اور اس کے مطابق آپ کو ترقی حاصل ہوئی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں دوسرے لوگوں کی ایسی مثال ہے۔ جیسے چند لڑکے دوڑیں ان میں سے کسی نے تو آگے نکلنا ہی ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کی مثال ایسی ہے۔ جیسے دوڑنے والوں میں ایک کہے میں سب سے آگے بڑھ جاؤنگا۔ اور اپنے خلاف حالات ہونے کے باوجود وہ آگے بڑھ جائے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ کہ حضرت صاحب کی لاہور کے جلسہ مہوتسو میں تقریر پڑھی گئی جس کے متعلق قبل از وقت آپ نے اشتہار کے ذریعہ اعلان کر دیا تھا۔ کہ میرا مضمون سب سے بالا رہیگا چنانچہ جس قدر مضمون اس جلسہ میں پڑھے گئے ان سے بالا رہا۔ اور مخالفین نے اس بات کا اعتراف کیا کیا یہ کسی کے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طلباء کو نصائح

۱۴ مارچ ۱۹۲۱ء بعد نماز فجر طلباء و ففتھ ہائی کلاس ہائی سکول قادیان جو امتحان دینے کیلئے جانیوالے تھے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں معہ ہیڈ ماسٹر صاحب حاضر ہوئے۔ حضور نے ان کو مخاطب کرکے حسب ذیل نصائح فرمائیں۔

تم میں دو قسم کے لڑکے ہیں۔ ایک وہ جو آئندہ پڑھائی جاری رکھینگے۔ اور ایک وہ جو پڑھائی بند کرکے کسی کاروبار میں لگ جائیں گے میں دونو کو نصیحت کرتا ہوں *

موت تغیر عظیم کا باعث ہوتی ہے

دنیا میں کوئی عظیم تغیر موت کے بغیر نہیں ہو سکتا عام لوگ موت سے اس لئے گھبراتے ہیں۔ کہ انہیں آئندہ کے حالات نظر نہیں آتے۔ اگر انہیں وہ حالات نظر آجائیں۔ تو اس طرح نہ گھبرائیں دراصل موت اسی زندگی کو دوسری شکل میں منتقل کرنے والی ہوتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ ایک عظیم الشان تغیر واقع ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی وہی لوگ اپنی حالت میں عظیم تغیر پیدا کر سکتے ہیں۔ جو ایک حالت پر موت وارد کرکے دوسری حالت پیدا کرتے ہیں۔

لوگوں کی حالتیں

دنیا میں کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض لوگ بہت کچھ پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔ ڈگریاں حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن ان کی ساری عمر ملازمت کے لئے عرضیاں دینے میں ہی گذر جاتی ہے۔ لیکن ایک وہ ہوتے ہیں جن کی عمر کا بیشتر حصہ کھیل کود میں صرف ہوتا ہے۔ اور وہ بہت معمولی تعلیم حاصل کئے ہوتے ہیں۔ لیکن اعلےٰ درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ پھر کئی ایسے ہوتے ہیں۔ جو انٹرنس پاس کرکے کام میں لگ جاتے ہیں۔ اور تعلیمی زندگی سے بالکل علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ لکھ پڑھ تو لینگے۔ کیونکہ اس قدر علم کا مٹانا اور فراموش کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ کہ سب کچھ فراموش کر دیں۔ مگر جو تعلیم انہوں نے حاصل کی ہوتی ہے۔ اس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور وہ تعلیم چھوڑ کر اسی جڑ سے جا ملتے ہیں۔ جس سے کاٹ کر انہیں الگ کیا گیا تھا۔

ایک اور لوگ ہوتے ہیں۔ جو دنیاوی کاموں میں لگ جاتے ہیں۔ مگر علم میں بھی ترقی کرتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اچھے عالم ہو جاتے ہیں کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو انٹرنس تک پڑھے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی قابلیت بی۔ اے اور ایم۔ اے پاس جتنی ہوتی ہے۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ۔

یہ سب اقسام کے لوگ اپنے دل میں نقشے کھینچتے ہیں جن میں سے بعض کے نقشے بہترین ہوتے ہیں بعض کے بدترین اور بعض کے درمیانہ درجے کے بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ جتنے آدمی ہوتے ہیں اتنے ہی درجوں کے نقشے کھینچتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک کا نقشہ الگ الگ ہوتا ہے۔ بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ جنہیں آئندہ زمانہ کا خیال ہی نہیں ہوتا۔ وہ پڑھنے لکھنے کی طرف چنداں توجہ ہی نہیں کرتے۔ لیکن ان میں سے بھی بعض بہترین انسان نکل آتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ جو دن رات پڑھنے میں لگے رہتے ہیں۔ اپنی آئندہ زندگی کے متعلق بڑے بڑے منصوبے باندھتے ہیں۔ مگر جب وقت آتا ہے۔ تو کچھ بھی نہیں نکلتے۔ ان کی مثال شیخ چلی کی کہانی کی ہوتی ہے۔ کہانی مشہور ہے۔ کہ شیخ چلی کو کہیں سے چند پیسے مل گئے۔ اس نے ان کے انڈے خرید لئے۔ اور خیال کرنے لگا کہ ان سے بچے نکلواؤنگا پھر ان کو بیچ کر اور خرید لونگا۔ حتیٰ کہ اسی طرح بڑا دولتمند بن جاؤں گا۔ اور وزیر کی لڑکی سے شادی کر لوں گا۔ جب وہ آئیگی تو اس پر رعب بٹھانے کیلئے اس سے بات نہیں کرونگا۔ اور جب وہ منانے لگیگی۔ تو یوں اسے لات مارونگا۔ یہ خیالی پلاؤ پکاتے ہوئے اس نے لات ماری اور سارے انڈے توڑ دیئے۔

طالب علموں کی حالت

طالب علم یہ قصہ سنکر ہنستے ہیں۔ حالانکہ ان کی اپنی حالت اسی قصہ کی مانند ہوتی ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم یوں کرینگے۔ پھر یوں کرینگے اور یہ ہو جائیگا۔ عجیب عجیب خیالی پلاؤ پکاتے ہیں۔ لیکن جب عملی زندگی میں داخل ہوتے ہیں۔ تو صبح سے شام تک بیوی بچوں کے فکر میں ہی پڑے رہتے ہیں۔ پہلے تو طالب علم سمجھتا ہے۔ کہ میں کسی کا محتاج نہیں ہوں سب میرے محتاج ہیں۔ لیکن جب طالب علمانہ حالت سے نکلتا ہے۔ تو اپنے آپ کو سب کا محتاج پاتا ہے۔ یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جس کو کوئی احتیاج نہ ہو۔ لوگ اس کی عزت کرتے ہیں۔ اور جب اسی کو احتیاج پیدا ہو جائے۔ تو پھر نہیں کرتے۔ اسی قاعدہ کے ماتحت طالب علمی کی حالت میں چونکہ طالب علم کو لوگوں سے کوئی احتیاج نہیں ہوتی۔ اس لئے لوگ اس کی عزت کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ لیکن جب وہ اس حالت سے نکلتا ہے۔ اور اسے ملازمت حاصل کرنے یا اور کوئی ذریعہ معاش پیدا کرنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ تو اس کی ویسی عزت نہیں کرتے جیسی پہلے کرتے تھے۔ جس کے پاس جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ کسی مطلب کیلئے ہی آیا ہے۔ اس وقت اسے اپنی اصل حالت کا احساس ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو دوسروں کا محتاج پاتا ہے۔ اور طالب علمی کی زندگی میں جتنے منصوبے اس نے باندھے ہوتے ہیں۔ عملی زندگی میں اگر ان سب سے دست بردار ہو جاتا ہے۔ پس اکثر طالب علم ایسے ہوتے ہیں جو تعلیم پانے کے زمانہ میں بڑے بڑے ارادے کرتے ہیں۔ لیکن جب ان ارادوں کے پورا کرنے کا وقت آتا ہے۔ تو بالکل بھول جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اشارتاً ایک شخص کا ذکر آتا ہے۔ کہ کوئی شخص تھا جو کہا کرتا تھا۔ کہ وہ لوگ جن کے پاس مال ہے۔ وہ کیوں اسلام کے لئے نہیں دیتے۔ اگر میرے پاس ہو۔ تو میں دیدوں مگر جب خدا نے اسے مال دیا۔ تو اس نے زکوٰۃ دینا بھی چھوڑ دی۔

بات یہ ہے کہ جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا وہ کہتا ہے اگر ہو تو میں اس طرح کروں۔ طالب علموں کے پاس بھی چونکہ کچھ نہیں ہوتا اسلئے وہ کہتے ہیں کہ جب ہمارے پاس کچھ ہوگا تو ہم سب کچھ قربان کر دینگے۔ لیکن جب وقت آتا ہے۔ تو کچھ بھی نہیں کرتے۔ پہلے تو طالب علم جس فرقہ اور جس قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے متعلق کہتا ہے کہ لوگ اس کے لئے کیوں سب کچھ قربان نہیں کر دیتے۔ مگر جب اسے کچھ ملجاتا ہے تو وہ ان سے بھی گیا گذرا ہو جاتا ہے۔ جن پر ہنسا کرتا تھا

خیالی پلاؤ پکانیوالے

تم سکول سے نکلنے والے ہو۔ تمہارے دل میں بھی کئی خیال ہونگے۔ اور تم نے بھی بڑے بڑے ارادے کئے ہونگے۔ مگر یہ سب خیالی باتیں ہیں۔ اصل اسی وقت ہی جانچینگی جب تم عملی زندگی میں ان کو اختیار کروگے۔ اور ان کو پورا کرکے دکھا دوگے۔ ورنہ یاد رکھو۔ جو شخص خیالی پلاؤ زیادہ پکانے کا عادی ہوتا ہے۔ وہ زیادہ ناکام ہوتا ہے۔ وجہ یہ کہ ایسے شخص دماغ سے زیادہ کام لیتے ہیں اور جو ایسا کرتے ہیں۔ وہ عملی طور پر بہت کم کام کرتے ہیں ؛

خیالی پلاؤ نہ پکاؤ

پس پہلی نصیحت میں تم کو یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا تمہارے لئے موت اور زندگی آنے والی ہے۔ موت تو اس حالت سے نکلنا ہے جس میں اب تک تم رہے ہو۔ اور زندگی دوسری حالت ہے جس میں تم خواہ ملازمت کرو یا کالج میں داخل ہو جاؤ۔ یا کوئی اور کاروبار کرو۔ اس کے لئے تم خیالی پلاؤ نہ پکاؤ اگر تم ایسا کروگے۔ تو اس سے یا تو ایسا زنگ لگ جائیگا کہ تمہیں عملی طور پر کام کرنے کی توفیق نہ ملیگی۔ یا پھر تم مایوس ہو کر ناکام ہو جاؤگے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ آج کل چونکہ اکثر طالب علم خیالی پلاؤ پکاتے ہیں اور بڑے بڑے منصوبے باندھتے ہو۔ جنھیں گورنمنٹ پورا نہیں کرسکتی۔ اور اگر ان کی اپنی گورنمنٹ ہوتی۔ تو وہ بھی پورا نہ کرسکتی۔ اسلئے وہ اپنے منصوبوں سے مایوس ہو کر سمجھتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ ہماری دشمن ہے۔ اور ہماری ترقی کو روکنا چاہتی ہے۔ اگر طالب علم خیالی پلاؤ نہ پکائیں۔ تو انہیں عملی زندگی میں آکر مایوسی نہ ہو۔ اور نہ وہ گورنمنٹ کو اپنا دشمن سمجھ کر اس کے خلاف ہو جائیں ؛

اپنے لئے آپ انعام تجویز نہ کرو۔

تمہیں آیندہ زندگی کے لئے تیاری کرنی چاہیئے۔ اور خوب زور کے ساتھ اور پوری محنت کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ لیکن اپنے لئے انعام تجویز نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ جس طرح روحانی زندگی کا انعام دینے والا خدا ہی ہے اسی طرح اس زندگی کا انعام دینے والے دوسرے ہیں انسان کا اپنا کام یہ ہے کہ اپنے آپ کو تیار کرے۔ نہ کہ اپنے لئے انعام بھی خود تجویز کرے۔

پس میری ایک نصیحت یہ ہے کہ اپنے ذہنوں سے ایسے خیالات نکال دو۔ اور پھر آیندہ زندگی کے لئے تیاری کرو اور موجودہ حالت کی فکر رکھو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو وہ ٹھیک ہے یا نہیں ؛

مرکز سے تعلق قائم رکھو

دوسری نصیحت میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں تم نے جو تعلیم حاصل کی ہے۔ تمہیں آنیوالی زندگی میں اسے خرچ کرنے کا موقع ہوگا۔ تم نے یہاں تعلیم کے دوران میں روحانی تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ اس کے متعلق بھی تمہارا امتحان ہوگا۔ کئی لوگ ہوتے ہیں۔ جو اس امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں۔ جب تک یہاں رہتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن باہر جاکر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہاں رہ کر سلسلہ سے بڑا تعلق ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن باہر جاکر اس تعلق کو توڑ دیتے ہیں۔ اور جس طرح حضرت مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا تھا کہ جہاں کے لوگ تمہاری بات نہ سنیں۔ وہاں کی گرد بھی اپنے پاؤں سے جھاڑ آنا۔ اسی طرح وہ کرتے ہیں۔ تم بھی یہ غور کرلو کہ یہاں کی زندگی تمہارے لئے بیج کی طرح ہوگی۔ جو آگے بڑھتی رہے گی اور اس کے شگوفے نکلتے رہینگے یا گرد کی طرح جسے تم جاتے وقت جھاڑ کر جاؤگے۔ اگر بیج کی طرح ہے۔ تو بیج کی طرح ہی اس کی حفاظت کرنے سے تمہیں فائدہ حاصل ہوسکیگا۔ ورنہ نہیں۔ اور بیج کے رکھنے کا یہی قاعدہ ہے کہ اسے انسان ترو تازہ رکھے۔ اور گھن نہ لگنے دے۔ تمہارے لئے اس بیج کو محفوظ رکھنے کا یہ طریق ہے کہ مرکز سے تعلق رکھو۔ اس وقت تمہاری حالت اس کونپل کی طرح ہے۔ جو باڑے کے اندر ہو۔ اور جسے کوئی جانور نہ کھا سکتا ہو۔ اگر تم باڑے کے اندر رہوگے۔ تو محفوظ رہوگے۔ اور اگر تم فیصلہ کرلو کہ جو چیز تمہیں یہاں سے ملی ہے۔ وہ تمہارے لئے مفید ہے۔ تو تمہیں اس کی حفاظت کرنے کا بھی فیصلہ کرلینا چاہیئے۔ اور حفاظت اسی طرح ہوسکتی ہے کہ مرکز سے تعلق مضبوط رکھو۔ اور اس میں کبھی کمزوری نہ آنے دو۔ اگر تم اس طرح کروگے۔ تو جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے وہ نہ صرف محفوظ رہیگا۔ بلکہ اس میں دن بدن اضافہ ہوتا جائیگا اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھو۔

دل صاف کرکے جاؤ

اسکے بعد میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ جہاں انسان رہتا ہے۔ وہاں کے لوگوں سے چونکہ اسے تعلق پیدا ہو جاتا ہے اسلئے کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ ان سے تکلیفیں بھی پہنچتی ہیں فائدے اور آرام بھی پہنچتے ہیں۔ لیکن لوگوں کا قاعدہ ہے کہ آرام کو بھول جاتے ہیں اور تکالیف کو تازہ رکھتے ہیں۔

یہاں جو تم دو تین چار یا سات آٹھ سال رہے ہو۔ ان میں جن لوگوں کے ساتھ تمہارا تعلق رہا ہے۔ انکی نسبت ممکن ہے۔ تمہارا یہ خیال ہو۔ کہ فلاں وقت یہ تکلیف پہنچی تھی۔ اور فلاں وقت یہ۔ اور اس قسم کی باتیں تمہیں یاد ہوں مگر یاد رکھو۔ جہاں کے متعلق ایسی باتیں جو لوگ اپنے ساتھ لیجاتے ہیں۔ وہاں سے ان کا تعلق قطع ہو جاتا ہے۔ اور وہ بالکل علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ شریف انسانوں کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اچھی باتوں کو یاد رکھتے۔ اور تکلیف دہ باتوں کو بھول جاتے ہیں تمہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ لوگ اچھے سلوک زیادہ کرتے ہیں۔ اور تکالیف کم لوگوں کی طرف سے پہنچتی ہیں۔ مگر لوگ چونکہ تکالیف کو زیادہ یاد رکھتے ہیں اور اچھے سلوک کو جلدی بھول جاتے ہیں۔ اسلئے تکالیف زیادہ معلوم ہوتی ہیں۔ ایک شخص کسی جگہ رہتا ہے۔ اور روزانہ پیٹ بھر کر کھاتا ہے۔ وہ اگر ایک دن بھوکا رہے۔ تو اُسے یہ بات یاد رہے گی۔ اور ہر روز کا کھانا بھول جائے گا۔ تو تکالیف کو یاد رکھا جاتا ہے۔ اور یہ یاد رکھنا طبیعت کی کمزوری ہے۔ نہ کہ اس تکلیف دینے والی بات میں یہ اثر ہوتا ہے کہ زیادہ یاد رہتی ہے۔ اگر انسان اس کے خلاف طبیعت بنائے۔ یعنی نیک سلوک کو یاد رکھے۔ اور تکلیف کو بھلا دے تو اُسے اچھی باتیں ہی یاد رہینگی اور ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جنھیں اچھی باتیں ہی یاد رہتی ہیں۔

اور ایسی باتیں جن سے انہیں تکلیف پہنچی ہو۔ بھول جاتی ہیں تو تکلیف دہ باتوں کو یاد رکھنے سے قلب اور دماغ پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت خراب نکلتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ سخت ناشکری کی بات ہے کہ تکلیفوں کو جو کم ہوتی ہیں۔ یاد رکھا جائے۔ اور آراموں کو جو زیادہ ہوتے ہیں بھلا دیا جائے۔ کئی لوگ معمولی معمولی باتوں سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ انکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ تکلیف کو یاد رکھتے اور آرام کو بھول جاتے ہیں۔ اور کسی سے ناچاقی کی وجہ سے مرکز سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر کسی آدمی سے ان کی لڑائی ہو تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ جس سے اس کا تعلق تھا وہ بھی بُرا ہے مگر لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ جس سے لڑائی ہو۔ اس کی قوم اسکے مذہب تک کو گالیاں دے دیتے ہیں۔ حالانکہ کوئی قوم ایسی نہیں جو ساری کی ساری بُری ہو۔ مغل۔ پٹھان۔ سید اقوام میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی۔ اسی طرح کوئی مذہب ایسا نہیں جو سارے کا سارا بُرا ہو۔ ہاں ایک مذہب ایسا ہے جو سارے کا سارا اچھا ہے اور وہ اسلام ہے۔ مگر سارے کا سارا کوئی مذہب بُرا نہیں ۔

پس اگر کسی انسان سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس ایک کی وجہ سے ساری قوم یا مذہب اور سلسلہ پر حرف نہیں آ سکتا۔ خواہ کوئی انسان کتنا بڑا ہو تو بھی وہ بُرائی اسی سے تعلق رکھیگی سلسلہ اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ تمہارے دلوں میں اگر استادوں ہیڈ ماسٹر یا سپرنٹنڈنٹ کے متعلق کوئی شکایت ہو۔ تو اسکو یہاں سے جانے سے پہلے نکال دو۔ تاکہ وہ ایک خراب بیج کی طرح تمہارے ساتھ نہ جائے۔ تم اچھی باتوں کو یاد رکھو۔ اور سب بُری باتوں کو بھلا دو ۔

قادیان آنے کی کوشش کرو

اسکے بعد میں ایک اور نصیحت کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ تمہیں بار بار قادیان آنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ بہت ضروری بات ہے۔ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص گھر سے مال لیکر ڈاکوؤں میں جائے۔ تم گھر سے اسی طرح جا رہے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ تم اپنے مال کی حفاظت کرو۔ اور اس عمدگی سے کرو کہ ڈاکو بھی تمہارے ساتھ ہو جائیں اور بجائے تم کو مال چھین کر تمہیں تہیدست کرنے کے تمہارے مددگار بنجائیں اور ہو سکتا ہے کہ تم اس کی حفاظت نہ کرو اور گھر سے نکل کر دو ہی قدم جانے پر تم سے چھین لیں۔ اگر تم یہ خیال کرو گے۔ کہ تمہیں ایسے مخالفین میں جانا ہے۔ جو تم سے تمہارا مال چھیننے کی کوشش کرینگے۔ اور تمہیں احتیاط کرنے کی ضرورت ہے تو ۹۹ فیصدی اُمید ہے کہ حفاظت کر سکو گے۔ اور اگر اسکے خلاف کرو گے تو ۹۹ فیصدی خطرہ ہے کہ تم لُوٹ لئے جاؤ گے۔ کیونکہ جو چوکس رہتا ہے وہ اپنی حفاظت کرتا ہے اور جو غافل ہو جاتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے۔ تم اگر خطرہ کو محسوس کرو گے تو چوکس رہو گے۔ اور جب چوکس ہو گے۔ تو دشمن کے وار سے محفوظ رہو گے۔ لیکن اگر غافل ہو جاؤ گے تو نقصان اُٹھاؤ گے ۔

ہم کیوں سیاست میں حصہ نہیں لیتے

پھر ایک اور بات یاد رکھو کہ ہم نہ اس گورنمنٹ کو اور نہ کسی اور گورنمنٹ کو بے عیب سمجھتے ہیں۔ عیب ہر گورنمنٹ میں ہوتے ہیں۔ اور اس میں بھی ہیں۔ وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس گورنمنٹ میں کوئی نقص نہیں۔ ان کے سامنے جب نقائص پیش کئے جاتے ہیں۔ تو وہ حیران ہو جاتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس گورنمنٹ میں کوئی عیب نہیں۔ اسلئے ہم اس کے خلاف آواز نہیں اُٹھاتے۔ بلکہ ہمیں گورنمنٹ کے عیب دوسروں کی نسبت بہت زیادہ معلوم ہیں۔ اور ہم بہت زیادہ زور کے ساتھ ان کے خلاف آواز اُٹھا سکتے ہیں مگر گورنمنٹ کے عیب کی نسبت ساری دنیا میں جو عیب ہے وہ چونکہ بہت بڑا ہے اسلئے ہم اپنی ساری طاقت اس کے دُور کرنے میں صرف کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری جماعت تھوڑی ہے اور ہمارے کام کرنیوالے کم ہیں۔ اگر ہمارے آدمی گورنمنٹ کے پیچھے پڑ جائیں۔ تو اصل کام کرنے سے رہ جائینگے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان عاجل ہے یعنی جلدی حاصل ہونیوالے نفع کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور یہ صاف بات ہے۔ کہ سیاسیات کے متعلق چونکہ انسان سمجھتا ہے کہ مجھے کوئی عہدہ مل جائیگا۔ اس لئے اپنی ساری کوشش اسی میں صرف کر دیتا ہے۔ اور دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ یہ درست ہے۔ کہ سیاسیات میں پڑنے والے سب لوگوں کو عہدے نہیں مل جاتے۔ لیکن ملنے کی اُمید پر ہی لوگ خوش ہوتے۔ اور اس میں مصروف رہتے ہیں۔ اور ایسے لوگ دوسری طرف توجہ نہیں کر سکتے۔

ہمارے سیاسیات سے علیحدہ رہنے کی اور بھی وجوہات ہیں مگر یہ بڑی وجہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں۔ ہماری ساری کی ساری جماعت اپنی ساری قوت اور سارا زور اشاعت اسلام میں لگا دے۔ کوئی پیشہ ور ہے تو اپنے پیشہ میں۔ اگر کوئی تاجر ہے تو اپنی تجارت میں۔ اگر کوئی ملازم ہے تو اپنی ملازمت میں اسی بات کو مدنظر رکھے۔ اور اس کے لئے کوشش کرتا رہے۔ پس سیاسیات میں حصہ لینے سے رکنے کی وجہ ہماری یہ ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر ہماری جماعت سیاسیات میں پڑ گئی۔ تو اصل کام کو بھول جائے گی۔

تمہیں اگر کوئی گورنمنٹ کے نقص اور عیب بتائے۔ تو تم کہو۔ ہم پہلے ہی ان باتوں کو جانتے ہیں۔ مگر چونکہ ان سے بڑا کام ہمیں درپیش ہے۔ اس لئے ان میں دخل نہیں دیتے۔ ہم ان لوگوں سے زیادہ گورنمنٹ کے عیبوں سے واقف ہیں۔ جو شور مچا رہے ہیں۔ مگر ہمیں چونکہ فرصت نہیں۔ اسلئے ادھر توجہ نہیں کر سکتے۔ دیکھو اگر کسی کا بیٹا مر رہا ہو تو کیا اسے یہ فکر ہو سکتا ہے۔ کہ گھر کا پلستر اُکھڑ گیا ہے اسے درست کراؤں۔ اسے تو بیٹے کی بیماری کا اور اس کے علاج کا ہی فکر ہوگا۔ اسوقت اسلام کے خلاف یورش ہو رہی ہے۔ اسلام کو بُرے سے بُرے رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اسلام سے لوگوں کو متنفر کیا جا رہا ہے اور اسلام کے مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسوقت ہمیں اگر کوئی فکر ہے۔ تو یہی کہ اسلام کی صداقت دنیا پر ثابت کریں۔ اسلام کی عزت اور وقعت لوگوں کے دلوں میں قائم کریں۔ اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کریں۔ اور اسلام کو دنیا میں پھیلائیں۔ پس ہم اس کام کو چھوڑ کر اور کسی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے۔

تمہارے سامنے گورنمنٹ کے نقص پیش ہونگے اگر تمہارا یہ خیال ہوگا۔ کہ اس میں کوئی نقص نہیں تو جب تم کو لوگ نقائص سنائینگے۔ تم حیران رہ جاؤ گے۔ لیکن اگر تمہارا یہ خیال ہوگا۔ کہ ہم گورنمنٹ کے متعلق سب کچھ جانتے ہیں۔ مگر چونکہ فرصت نہیں۔ اسلئے ان باتوں میں نہیں پڑتے۔ تو تم پر کسی کی بات کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ تمہیں دین کی خدمت اور اس کی اشاعت کرنی ہے۔ تم اگر سیاست میں پڑ جاؤ گے تو ادھر سے بالکل رُک جاؤ گے ۔

اچھے اخلاق بناؤ

آخر میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ ساری دنیا میں کام آنے والی چیز اخلاق ہے۔ اچھے عادات اور اخلاق کا انسان ہر جگہ عزت اور فائدہ حاصل کرلیتا ہے۔ ہندو دوکانداروں کو دیکھا گیا ہے۔ گاہک کو دور سے ہی آتا دیکھ کر کہنے لگ جاتے ہیں۔ آئیے جی۔ آئیے جی۔ مگر مسلمان دوکاندار گاہک کے ساتھ سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں سے تجارت نکل کر دن بدن ہندوؤں میں جارہی ہے۔ کیونکہ گاہک انہی دوکانداروں کے پاس جاتے ہیں۔ جو اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ اسی طرح دکیلوں اور دیگر پیشہ وروں کا حال ہے۔ انہی کے پاس زیادہ لوگ جاتے ہیں۔ جن کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ تم اچھے اخلاق بناؤ۔ تاکہ تمہارے اپنے دل میں اطمینان پیدا ہو۔ اور لوگوں کے دلوں میں تمہاری قدر اور عزت ہو۔

پھر دنیاوی ترقیات بھی اخلاق پر ہی منحصر ہوتی ہیں۔ لڑنا۔ جھگڑنا۔ جھوٹ بولنا۔ چوری اور بددیانتی کرنا یہ سب بری باتیں ہیں۔ اور ان سے انسان بدنام ہوجاتا ہے۔ اور بدنام انسان کوئی مفید اور اعلیٰ درجہ کا کام نہیں کرسکتا۔ تم تمام بری باتوں سے بچو۔ اور اچھی باتیں حاصل کرو ٭

پھر اپنی طبیعتیں خوش بناؤ۔ رنجیدہ اور پژمردہ مت بناؤ۔ خود خوش رہو۔ اور دوسروں کے ساتھ خوشی اور اخلاق سے پیش آؤ۔ اگر تم ان باتوں کو یاد رکھو گے۔ تو بہت فائدہ اٹھاؤ گے ٭

ذکر فان الذکریٰ تنفع المؤمنین

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلاچکا ہوں کہ مدرسہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد کو بڑھانے کی کس قدر ضرورت ہے۔ اب پھر بطور یاددہانی یہ چند الفاظ معروض خدمت ہیں۔

اس درخواست کی طرف احباب کی فوری توجہ درکار ہے یکم اپریل کو مدرسہ کا نیا سال شروع ہوگا۔ جن دوستوں نے بچوں کو بھیجنا ہو وہ ضرور یکم اپریل تک بھیجدیں اور اگر بعض مدارس میں چہارم پرائمری کا امتحان مارچ کے آخیر تک ختم نہ ہوتا ہو تو ہمیں اطلاع دیں تاکہ ہم کچھ دن اور بڑھادیں۔ والسلام۔ خاکسار عبدالرحمٰن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان ٭

حقّہ نوشی

ایک صاحب منٹگمری سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حقہ ترک کرنے کی کوشش میں ہوں مگر جسمانی تکالیف بہت ہوتی ہیں۔ اور بڑی مصیبت یہ ہے کہ حقہ چھوڑ کر ذرا بیمار ہوتا ہوں تو تمام لوگ جو آتے ہیں وہ مجھ حقہ پینے کی ترغیب دیتے ہیں بلکہ حقہ لاکر آگے رکھ دیتے ہیں۔

ان صاحب اور ایسے دیگر صاحبان کے جواب میں عرض ہے کہ:-

(۱) یہ تمام جسمانی تکالیف عارضی ہیں۔ چند دن صبر سے کام لیں۔ انشاء اللہ سب جاتی رہینگی۔

(۲) دوسرے یہ کہ کچھ عزم کی بھی ضرورت ہے۔ خصوصاً جوان آدمی کے لئے بڑی شرم کی بات ہے۔ کہ صبح عزم کرے اور شام کو یا دو تین دن کے بعد پھر فسخ کرڈے۔ آپ لوگ اولوالعزم انبیاء کے پیرو اور اولوالعزم خلیفہ کے مرید ہیں۔ اگر آپ نے ہی ذرا ذرا سی بات پر عزم توڑ دیا۔ تو بہت ہی رنج و افسوس کی بات ہوگی۔

(۳) تیسرے وہ لوگ جو عمر رسیدہ ہیں۔ اور حقہ کم کرنا چاہتے ہیں یا جو جوان مگر ضعیف ہمت ہیں وہ یہ عہد کریں کہ ہم حقہ مجلس یا کسی شخص کے ساتھ ملکر نہیں پیئیں گے۔ اگر بہت خواہش ہوگی۔ تو گھر میں جاکر خدا اپنے ہاتھ سے بھر کر تنہائی میں پیئیں گے۔ اس طرح امید ہے کہ حقہ کی عادت بہت کم ہوجائیگی۔ مجلس میں جب پیش کیا جائے۔ تو صاف کہدیں کہ ہم نے عہد کیا ہے کہ کسی کے ہمراہ یا کسی کے سامنے نہ پیئیں گے اور جب ضرورت ہوگی۔ تو گھر میں تنہائی میں پی لینگے ٭

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگرچہ بوقت ضرورت وہ کچھ حقہ نوشی کر لینگے مگر زیادہ نہیں پی سکیں گے۔ کیونکہ حقہ کیلئے لازمی شرط ہے اور بعض آدمی تو پی ہی نہیں سکتے۔ جب تک کسی اور دوست انکے ساتھ شریک نہ ہوں۔ اسطرح صرف اشد ضروری حصہ تمباکو نوشی کا رہجائیگا اور باقی سب اغراض نکل جائینگی۔ پھر امید کیجاتی ہے کہ چند دن اس طرح پیتے پیتے کسی دن نفرت سے تنگ آکر اتنی عادت بھی جاتی رہیگی۔ بس دو شرطوں کو یاد رکھو کہ اگر پینا بھی ہو تو ایک تو کسی سے حتیٰ کہ ملازم سے بھی ہرگز نہ بھروایا جاوے۔ دوسرے ہمیشہ تنہائی میں پیا جاوے۔ اس سے انشاء اللہ بہت خاتمہ ہوگا۔ المعلن خاکسار ناظر تعلیم و تربیت قادیان

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول رض کا بنایا ہوا۔

سرمہ ممیرا اور ست سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے۔ جس سے لوگ ہزارہا روپیہ کماتے ہیں۔ بیئے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کرایا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ بہت سے لوگوں نے اس سے نفع اٹھایا۔ اور میں نے بھی نفع اٹھایا الحمدللہ علیٰ ذالک۔

میں اس سرمہ اور ممیرا کو ہمیشہ اس نیت سے مشتہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مصدقہ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کا تجویز کردہ ہے جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہوں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں وہ اس سرمہ کا استعمال کریں حضرت حکیم الامۃ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ:۔ ”برائے امراض چشم بسیار مفید است“

یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ ممیرا قسم اول ۲ روپے فی تولہ۔ اصلی ممیرا عہ فی تولہ۔ یہ سرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کیلئے بہت مفید اور مقوی بصر ہے۔ خصوصاً طلباء کے لئے۔

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے منافع جمیع اعضاء نافع صرع یشتہی الطعام قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ سلس البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت ہمراہ دودھ استعمال کریں۔ قیمت قسم اول عہ فی تولہ

المشتہر:۔ احمد نور تاجر مہاجر قادیان (گورداسپور)

ھوالشافی ھوالشافی

بہترین ہمدردی و ایمانداری سے کام کرنیوالے شفاخانہ کی چند ایک

مجرب المجرب ادویات

(مکمل فہرست کارڈ لکھکر طلب فرماویں)

سرمہ نور

برسوں کی دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے دنوں کے استعمال سے پرانی سرخی چند دفعہ کے استعمال سے دور ہو جاتی ہے۔ غرض اس کا استعمال آنکھوں کو روشن اور دیگر تمام شکایات دور کرکے آئندہ اچانک پیدا ہونے والی امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت فی تولہ صرف ایک روپیہ

حب اکسیر

یہ بفضل تعالے کھوئی ہو طاقت کو واپس لے آتی ہے۔ اس کے سامنے تمام مقویات ہیچ ہیں غرض یہ پٹھوں کو دوبارہ زندگی بخشتی ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ۔

روغن اکسیر

یہ پٹھوں کو درست اور اعصاب کو شرطیہ حیرت انگیز طور پر زندہ کر دیتا ہے۔

قیمت صرف دو روپیہ

سفوف جبار

یعنی مادہ کرنے والا۔ اگر بدن نحیف آنکھیں اندر کو گری ہوئی ہوں۔ جب ذرا دوڑے تو دم پھول گیا۔ دائمی قبض کی شکایت۔ معدہ میں فتور۔ مادے کا اخراج۔ تمام اعضاء رئیسہ کمزور جسم میں سستی۔ کمر میں درد وغیرہ وغیرہ ہو تو یہ سفوف انشاءاللہ ضرور تندرستی کا منہ دکھا دیگا۔ قیمت صرف دو روپیہ

ملنے کا پتہ

حکیم عطا محمد قادیان پنجاب

انجنیرنگ سکول لدھیانہ

صرف دو سال میں اس سکول کی حیرت انگیز ترقی ملاحظہ ہو

اپریل ۱۹۱۸ء میں صرف سب اوورسیر کلاس کھولی گئی تھی جس میں اسی سال اسی ۸۰ طلباء داخل ہوگئے۔ دوسرے سال تعداد طلباء ایک سو پچیس ہو گئی۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء سے اوورسیر کلاس بھی کھول دی گئی ہے جس میں اسوقت تک ستر ۷۰ طلباء داخل ہوچکے ہیں جنوری ۱۹۲۱ء سے ڈرافٹسمین کلاس بھی کھول دی گئی ہے جسکے داخلہ کیلئے بہت سی درخواستیں آرہی ہیں۔ اکثر انجنیر صاحبان نے اسکول کا معائنہ فرما کر نہایت اچھے ریمارک لکھے اسکول میں اسوقت نہایت قابل اور تجربہ کار ٹیچرز کام کرتے ہیں۔ ہزاروں روپیہ کا سامان ڈرائنگ سرویئنگ اور راشنگ وغیرہ کا کام موجود ہے۔ انجنیرنگ ڈیپارٹمنٹ کے آفیسر وقتاً فوقتاً طلباء کو ملازمت کے لئے بھی ہم سے طلب فرمایا کرتے ہیں۔ غرض یہ اسکول پبلک اور ڈیپارٹمنٹ کی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ اسکول کے مفصل قواعد معہ نقول سرٹیفکیٹ آدھ آنہ پر مل سکتے ہیں۔

المشتہر:۔ سید محمد حسن منیجر والا سکھ بال انجنیر پرنسپل

نسخہ مقوی

شنگرف رومی ایک تولہ دودھ ایک پاؤ پختہ میں مسلسل کھرل کرکے تمام دوا کا ایک قرص کف دست جوان آدمی کے برابر چوڑا بنائیں جب قرص اچھی طرح خشک ہو جائے قرص مذکور کو سات تولہ سوت دیسی میں لپیٹ کے محفوظ الہوا جگہ میں اس پر ایک کوئلہ رکھیں۔ بہت عمدہ اور سفید قایم اور بے دود کشتہ ہو جائے گا۔ کشتہ ہذا ایک تولہ سومیائی درجہ اول ۱½ تولہ دونوں کو پھر آب ادرک میں کھرل کرکے مرچ سیاہ کے برابر گولیاں بنالیں۔ بوڑھے اصحاب ضعف اعصاب درد کمر۔ درد پشت ضعف کے لئے اکسیر ہے۔ راقم کا معمول اور مجرب ہے۔ قیمت (۱۲ ۱) خوراک ۲ ماشہ۔ جو ایک آدمی کے واسطے کافی ہیں۔

المشتہر

فقیر منشی محمد عبداللہ سنیاسی نروٹ جیمل سنگھ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہندوستان کی خبریں

مسٹر تاج الدین کی رہائی
یکم مارچ۔ مسٹر تاج الدین ایڈیٹر اخبار "تاج" کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ اور مجسٹریٹ نے ان کو بالکل رہا کر دیا۔

تریچور میں ترک موالات کے شگوفے
مدراس۔ ۳ مارچ۔ اخبار ہندو نے اپنے نامہ نگار کالی کٹ کے پیغامات شائع کئے ہیں۔ جس میں بسلسلہ خلافت اور ترک موالات تریچور کے ہندو مسلمانوں کے ایک طرف اور عیسائیوں کے دوسری طرف تنازعہ کے باعث جو مشکل درپیش ہے۔ اس کی مزید تفصیل دی گئی ہے۔ تمام سرکاری دفاتر اور انسٹی ٹیوشن بند ہیں۔ پرائیویٹ مکانات خالی ہو گئے ہیں۔ لوٹ اور غارتگری کے نشانات ہر جگہ دیکھے جاتے ہیں۔ نامہ نگار مذکور کا بیان ہے۔ کہ یہ خبریں ان دو صاحبان سے حاصل کی گئی ہیں۔ جنہیں کالی کٹ کی خلافت اور کانگریس کمیٹیوں نے حالات کے دیکھنے کے لئے تریچور بھیجا ہے۔

انسداد گاؤ کشی کا ریزولیوشن مسترد
کونسل آف سٹیٹ کے جلسہ میں آنریبل لالہ سکھبیر سنگھ کا ریزولیوشن انسداد گاؤ کشی کے متعلق ۱۵ موافق اور ۲۷ مخالف رائیوں سے مسترد ہو گیا۔

ایک عورت کو تقریر کرنے کی ممانعت
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیتاپور نے شریمتی ستیہ وتی دیوی کو سیتاپور میں کسی جلسہ میں تقریر کرنے کی ممانعت کی ہے۔

کوکوں کی پابندیاں ہٹا دی گئیں
حکومت پنجاب کا سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ حکومت پنجاب نے کوکوں کے فسادات کے بعد ۱۸۷۲ء میں اس فرقہ کے لیڈروں کی حرکات و سکنات پر پابندیاں عائد کی تھیں۔ اور بھائنی اور لائیں جو ضلع لدھیانہ میں ان کا صدر مقام ہے۔ ایک پولیس چوکی بٹھائی تھی۔ ان قیود میں یہ بات بھی شامل تھی۔ کہ لیڈر اپنی نقل و حرکت کی رپورٹ دیں۔ ڈائری پر نگرانی اور افسروں کی منظوری کے بغیر جلسوں کے انعقاد کی ممانعت اب حکومت پنجاب نے ان تمام پابندیوں کو دور کر دیا ہے اور کوکوں کے مہنت کو باقاعدہ اطلاع دی ہے۔ پولیس چوکی کے بھی اٹھائے جانے کا سوال زیر غور ہے۔

مسٹر گاندھی اور ننکانہ صاحب کے قاتل
مسٹر گاندھی نے اپنے ایک تازہ مضمون میں جس کا نام "سکھوں کے نام پیغام" رکھا ہے لکھا ہے کہ میں اپنے سکھ بھائیوں کو نصیحت کروں گا کہ وہ اپنے آئندہ طرز عمل کو ضروریات کے مطابق شکل و صورت دیں۔ قاتلوں کے خلاف انصاف حاصل کرنے کے لئے موجودہ طریقہ یہ ہے۔ کہ انصاف حاصل کرنے کے لئے کوشش نہ کی جائے۔ جن لوگوں نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ خواہ وہ سکھ ہوں یا پٹھان یا ہندو وہ ہمارے ہموطن ہیں۔ ان کو سزا دلانے سے شہید دوبارہ زندہ نہ ہوں گے۔ میں ان لوگوں سے جن کے دل زخمی ہو رہے ہیں۔ درخواست کروں گا کہ وہ قاتلوں کو معاف کر دیں۔

کلکتہ میں ڈکیتیاں
کل کلکتہ میں تین اور ڈکیتیاں ہوئیں۔ ایک بنگالی اخبار نویس کو چھرا دکھا کر اس سے کل نقد رقم لے لی گئی۔ ایک ہندوستانی بیرسٹر کے مکان پر حملہ کر کے اس سے تیس ہزار روپیہ چھین لئے۔ اور ایک کلرک کو راستہ میں پکڑ کر اس سے ایک سو روپیہ چھین لیا۔

جنوبی ہند میں فساد
مدراس ۴ مارچ۔ زمیادی سے جو پدوکاٹھا سے ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مذہبی تہوار کے منانے پر سخت فساد ہونے کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ دو آدمی ہلاک اور تقریباً تیس سخت مجروح ہوئے ہیں۔

عازمان حج کے لئے اطلاع
حکومت پنجاب نے عازمان حج کو مشورہ دیا ہے۔ کہ جتنا کم ہو سکے سونا اپنے ساتھ لے جائیں۔ کیونکہ اس ملک سے اس کی برآمد کی اجازت نہیں۔ اور انہیں فاضلہ ہمراہ لانے نہیں دیا جائے گا ہندوستانی کرنسی نوٹ دیئے جائیں گے۔

پنجاب پراونشل کانفرنس کا اجلاس
راولپنڈی کانفرنس کمیٹی کی دعوت پر پراونشل کانفرنس نے اپنا آئندہ اجلاس راولپنڈی میں کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو اپریل کے آخری ہفتہ اتوار کو منعقد ہوگی۔

کانگرس خلاف ورزی قانون کا حکم دے
کلکتہ ۴ مارچ۔ سیمن سنگھ کے مجسٹریٹ نے مسٹر سی آر داس کو جو نظر بندی کا حکم دیا ہے اس کے متعلق مسٹر سی آر داس لکھتے ہیں۔ کہ کوئی مجسٹریٹ جس کو قانون سے تھوڑی بہت واقفیت بھی ہے۔ اس قسم کا حکم نافذ نہیں کر سکتا۔ اس حکم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے نزدیک ہر قسم کے نامنصفانہ احکام جاری کر دینا ایک معمولی سی بات ہے۔ اس حکم سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہم محض غلام ہیں۔ تاوقتیکہ ہندوستان کو کامل سوراج نہ ملے۔ ایک ہندوستانی کی زندگی اس کے لئے سوہان روح ہے۔ علاوہ بریں اس حکم سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جدید کونسلیں محض لغو ہیں۔ اور ہمیں کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ جیسی حالت ہماری پہلے تھی۔ ویسی ہی ہے۔ کیونکہ ان کونسلوں کے ہوتے ہوئے ایک مجسٹریٹ اپنی من مانی کارروائی کر سکتا ہے چونکہ کانگرس نے ابھی ملکی احکام کے خلاف ورزی کا حکم نہیں دیا۔ اس لئے میں اس نامنصفانہ حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ اس قسم کے احکام کو پیش نظر رکھتے ہوئے کانگرس کو چاہیئے۔ کہ فوراً قانون خلاف ورزی کا حکم دے دے۔

خلاف حکم کی تنسیخ
مسٹر سی آر داس کے سیمن سنگھ ۵ مارچ۔ سیمن سنگھ کے مجسٹریٹ نے مسٹر سی آر داس کو جو امتناع داخلہ کا حکم دیا تھا۔ وہ آج شام کو منسوخ کر دیا۔

مہاراجہ کشمیر کے اختیارات کی بحالی
کیمپ وائسرائے جموں ۵ مارچ۔ آج جھلمل میں ہز ہائنس مہاراجہ کشمیر کے پورے اختیارات کی بحالی کے موقع پر ایک پُر رونق دربار منعقد کیا گیا۔ حضور وائسرائے نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ جس تقریر کے اختتام پر ہز ہائنس مہاراجہ کشمیر کو حکمرانی کے پورے اختیارات عنایت کئے گئے۔

ممالک غیر کی خبریں

جرمنی سے چھیڑ چھاڑ

جرمنی کا دم خم برلن ۵ مارچ۔ مسٹر لائڈ جارج نے جرمنوں کی جوابی تجاویز کے جواب میں جو تقریر کی تھی۔ جرمنی پارلیمنٹ میں اسے پڑھنے کی کوشش کی گئی۔ مگر حاضرین کے جوش کا یہ عالم تھا کہ کسی نے اُسے سننا گوارا نہ کیا سابق چانسلر ہر ملر نے اس سے اتفاق کیا کہ پیرس میں جو قرار دیا گیا ہے۔ اس کی تعمیل نہیں ہو سکتی۔ چانسلر نے ظاہر کیا کہ حکومت تمام حالات میں مضبوط رہیگی۔ اور کہ مسٹر لائڈ جارج نے جو مطالبہ کیا ہے کہ پیرس کے فیصلوں کے مطابق تجاویز پیش کی جائیں۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ چانسلر نے پارلیمنٹ کے اندر کہا کہ ہر سائمنز کو ہدایت کر دیگئی ہے۔ کہ کسی ایسی قرارداد پر دستخط نہ کرے۔ جو پوری نہیں ہو سکتی۔

جرمنوں کا جواب اتحادیوں کو لنڈن ۷ ہر سائمنز نے کانفرنس کے روبرو اپنے بیان میں جوابی تجاویز کو پیش کرتے ہوئے اتحادیوں کو فہمائش کی۔ کہ جرمنوں سے زیادہ لینے کی کوشش نہ کریں۔ سزائی دھمکی معاہدہ صلح کی رُو سے درست نہیں ؎

اتحادیوں کی فوجی تیاریاں لنڈن ۷ مارچ۔ ڈیلی نیوز کا بیان ہے۔ کہ دفتر جنگ نے بعض محفوظ سپاہیوں کو تہدیدی نوٹس بھیجے ہیں کہ اپنی اپنی ڈیوٹی کو جانے کے لئے تیار رہیں ؎

اتحادی فوج کی روانگی جرمنی کو لنڈن ۷ مارچ مسٹر لائڈ جارج نے جرمنی کو مطلع کیا ہے کہ سزائیں فی الفور نافذ کی جائینگی۔ فوج کل بعد دوپہر روانہ ہو گی

برطانی و فرانسیسی فوج کی نقل و حرکت لنڈن ۸ مارچ پیرس کا ایک تار مظہر ہے کہ برطانی فرانسیسی سپاہ ڈوسلڈورف کی طرف پیشقدمی کرتے ہوئے اس علاقے کی سرحد پر پہنچ گئی ہے۔ جس پر قبضہ کرنا مقصود ہے۔
برلن کا ایک تار مظہر ہے کہ کولون سے ایک برطانی فوج اس قصبے میں مدد دینے کو بڑھ رہی ہے ؎

جرمن شہروں پر قبضہ مینس ۸ مارچ۔ فرانسیسی اور بلجیمی سپاہ نے آج دوپہر کو ڈوئسبرگ دریائے رائن کے بیڑے اور روہرورٹ پر قبضہ کر لیا ہے

ڈوسلڈورف پر قبضہ کی کیفیت پیرس ۸ مارچ علی الصبح اتحادی افواج نے ڈوسلڈورف پر قبضہ کر لیا ہے۔ رات کو یہ فوج موٹر لاریوں اور دریائی کشتیوں میں لائی گئی تھی۔ برطانی جمعیت ایک رسالہ اور زرہ پوش موٹروں پر مشتمل تھی۔ بلجیمی جمعیت میں صرف ایک پیادہ بٹلین تھی۔ فرانسیسی فوج رسالہ۔ پیدل سپاہ۔ انجنیروں۔ توپخانے اور مسلح موٹروں پر مشتمل تھی۔
جس وقت بلجیموں نے دریائے رائن کا پل عبور کیا تو برطانی اور فرانسیسی فوجیں کولون کے مورچہ بند پل سے دریائے رائن کے دائیں کنارے قدم بقدم آئیں اور جنوب مشرق کی طرف سے ڈوسلڈورف میں داخل ہو گئیں +

جرمن پارلیمنٹ میں پُرجوش تقریر برلن ۸ مارچ ہر فیرنباخ نے آج جرمن پارلیمنٹ میں پُرجوش تقریر کی۔ جبکہ خوب تالیاں پٹتی رہیں۔ پارلیمنٹ کے ارکان کی تعداد بھی پوری تھی۔ مقرر نے تعزیری کارروائیوں کو جبر و تشدد قرار دیا اور کہا کہ اتحادیوں کی شرائط جبری طور پر عاید کی جا رہی ہیں۔ اسلئے حق و صداقت کے اصول کو انمیں کوئی دخل نہیں۔

جرمنی کو دم لینے کی فرصت بھی نہیں دیجاتی لنڈن ۸ مارچ مانچسٹر گارڈین ویسٹ منسٹر گزٹ اور سٹار نے ڈیلی نیوز کے ساتھ ہم آواز ہو کر اتحادیوں کے اس فیصلے کی مذمت کی ہے کہ جرمنی کو دم لینے کی بھی فرصت نہ دیجائے۔

جرمن نمائندوں کی واپسی آج جرمن نمائندے برلن کو واپس لوٹ گئے۔

جرمن سفیر کی روانگی جرمن سفیر کو بھی آج برلن بلایا گیا ہے کہ وہ حقیقت حال سے آگاہ کرے۔

ناقابل تعمیل شرائط جرمن مدبر کہتے ہیں کہ ہم پر ایسی شرائط عائد کی گئی ہیں جنکو پشتہا پشت تک بھی پورا نہیں کیا جا سکتا +

شورش آئرلینڈ

پل کو اُڑا کر شہر کا سلسلہ قطع ٹرالی (آئرلینڈ) کے نزدیک سرکاری فوج نے دو پل اُڑا کر شہر کا سلسلہ آمد و رفت قطع کر دیا جس کے باعث اہل شہر سامان نہیں منگا سکتے یہ کارروائی جمہوریوں کو ترکی بہ ترکی جواب ہے۔

سڑک اُڑا کر فوج تباہ .. ۵ جمہوریوں نے چھپ کر حملہ کیا اور سڑک کو سرنگ لگا کر اڑا دیا جس سے پانچ میں سے دو موٹر گاڑیاں اُڑ گئیں ؎

متفرق خبریں

مصطفےٰ کمال کا قبضہ باطوم پر لنڈن ۸ مارچ قسطنطنیہ کا ایک برقی پیام مظہر ہے کہ پردان کمال نے باطوم پر قبضہ کر لیا ہے۔

پیٹروگراڈ پر گولہ باری ہیلسنگفورس کا ایک برقی پیام مظہر ہے کہ باغیوں نے پیٹروگراڈ پر گولہ باری شروع کر دی ہے۔ پیٹروگراڈ خاموش ہے۔ لیکن فن لینڈ کی خلیج پر جو قلعہ کے مورچے گولے کا جواب گولے سے دے رہے ہیں۔ پیٹروگراڈ میں ہر جگہ غضبناک آتش زدگی کے خوفناک شعلے بھڑک رہے ہیں ؎

نئے پریزیڈنٹ امریکہ کی مسند نشینی واشنگٹن ۴ مارچ۔ آج مسٹر ہارڈنگ کو جمہوریہ امریکہ کی صدارت پر متمکن کیا گیا۔ مسٹر ہارڈنگ بہت کمزور تھے۔ خفیہ پولیس کے کارندوں کو مسٹر ہارڈنگ کے پاؤں پکڑ پکڑ کر زینوں پر رکھنے پڑے۔ ۲ بجے کے بعد مسٹر ہارڈنگ نے حلف لیا۔ اور ایک تقریر کی ؎

مسٹر ولسن کی علیحدگی واشنگٹن ۵ مارچ۔ مسٹر ولسن اپنے نئے مکان واقع ضلع واشنگٹن میں واپس آگئے ہیں۔ ہزارہا اشخاص نے ایک مظاہرہ کر کے ان کا خیر مقدم کیا اور ان سے تقریر کی درخواست کی مسٹر ولسن نے مکان کی کھڑکی میں سے نفی میں سر ہلایا۔

ولیعہد جاپان کا سفر یورپ لنڈن ۷ مارچ۔ ٹوکیو کا تار مظہر ہے کہ شاہزادہ ولی عہد جاپان بیاہ کو یورپ کو روانہ ہو گئے ہیں ؎

ہسپانی وزیر اعظم کا قتل میڈرڈ ۹ مارچ سینار ڈاٹو وزیر اعظم کل پارلیمنٹ سے موٹر میں واپس آتے ہوئے قتل کر دئے گئے۔ ان کے بہت سی گولیاں لگیں ؎

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شایع ہوا)